آخر درست کیا ہے؟

تناسخ یا آواگون

اسلامی نقطۂ نظر سے

(قسط 01)

”تناسُخ یا آواگون“ (قسط 01)
اسلامی نقطۂ نظر سے

مفتی محمد قاسم عطّاری*

کسی شخص کے انتقال کے بعد اُس کی روح کا اُس کے بدن سے نکل کر کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو کر اُسی طرح جسم کے ساتھ تصرُّف کا تعلق قائم کرلینا، جیسا پہلے جسم کے ساتھ تھا، یہ عربی میں ”تَنَاسُخ“ اور ہندی میں ”آواگون“ کہلاتا ہے۔

یہ نظریہ ہندوؤں میں آج بھی مسلّمہ ہے، جبکہ بعض اوقات کچھ وَسْوَسوں، وَہموں، جنات کی شرارتوں اور نَفْسِیاتی و دِماغی پیچیدگیوں کی وجہ سے پیش آنے والے عجیب و غریب اَحوال کی وجہ سے ماہرِ نَفْسِیات کہلانے والے کچھ لوگ بھی اس طرح کے نظریے کا شکار ہوجاتے ہیں، اگرچہ (دوچار کے سوا) دنیا کے اکثر محقق ماہرینِ نَفْسیات اس نظریے کو جھوٹ، غلط یا غیر ثابت مانتے ہیں۔ ہمارے ہاں کچھ لوگوں کو ہلدی کی ڈَنڈِی پکڑ کر پنساری بننے کا شوق ہے، لہٰذا اُنہیں دنیا میں جہاں کہیں کوئی الٹی سیدھی، بے تکی بات نظر آئے وہ شہرت کی خاطر یا حماقت کی وجہ سے لوگوں کا دین و ایمان خراب کرنے کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ تناسخ کا نظریہ، اسلام کے مُنافی ہے کیونکہ ایسا عقیدہ رکھنا، اسلام کے بنیادی عقیدے قیامت وحشر و نشر یعنی مرنے کے بعد اٹھنے سے انکار کے مترادف ہے۔

قرآن و حدیث اِس نظریے کو مکمل طور پر رد کرتے ہیں۔ موت آنے پر کسی بھی شخص کے دوبارہ دنیا میں دوبارہ زندگی گزارنے کے لئے آنے کو قرآن مجید میں سختی سے رد کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس لوٹا دے۔ جس دنیا کو میں نے چھوڑ دیا ہے شاید اب میں اُس میں (دوبارہ واپس جاکر) کچھ نیک عمل کرلوں۔ (ایسے کو جواب دیا جاتا ہے کہ دنیا میں واپسی) ہرگز نہیں (ہوگی)! یہ (دنیا میں دوبارہ جانے اور اچھے کام کرنے کی) تو ایک بات ہے جو وہ (مرنے والا) کہہ رہا ہے اور ان (مرجانے والوں) کے آگے (دنیا میں واپسی کی راہ میں) ایک رکاوٹ ہے اُس دن تک جس دن وہ اٹھائے جائیں گے۔[1]

اِس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے واضح طور پر بتادیا کہ کافر مرتے وقت بہت فریاد اور آہ وزاری کرکے آواگون یعنی دوبارہ دنیا میں آنے کی درخواست کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی ”آواگون کی درخواست“ رد کردے گا اور کسی صورت اُنہیں دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجے گا، بلکہ قیامت تک برزخی زندگی ہی میں رکھا جائے گا اور وہیں سے آگے قیامت کے دن کے لئے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کی موت کے بعد اب تک اور پھر قیامت تک صبح شام عذاب دینے کا تذکرہ کیا، جو اُن لوگوں کے آواگون نہ ہونے کی قطعی دلیل ہے، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے: اور فرعونیوں کو برے عذاب نے آگھیرا۔ آگ ہے جس پر

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

صبح وشام (عذاب کے لئے) انہیں پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی، (اس دن کہا جائے گا) فرعونیوں کو سخت تر عذاب میں داخل کردو۔[2]

سورۃ الزمر میں فرمایا کہ موت کے وقت اور نیند کی حالت میں روح لے لی جاتی ہے، لیکن نیند میں روح کا بدن سے قَوِی اثرات والا تعلق باقی رہتا ہے اور بیداری کے وقت وہ روح جسم میں پوری طرح چھوڑ دی جاتی ہے، جبکہ موت کے بعد جو روح بدن سے کھینچ لی جاتی ہے، اُسے اللہ تعالیٰ اپنے پاس روک لیتا ہے اور دوبارہ زندگی گزارنے کے لئے بدن میں واپس نہیں بھیجتا، چنانچہ فرمایا: اللہ جانوں کو اُن کی موت کے وقت وفات دیتا ہے اور جو نہ مریں انہیں ان کی نیند کی حالت میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادیتا ہے اسے (یعنی اس روح کو) روک لیتا ہے (واپس نہیں بھیجتا) اور دوسرے (یعنی نیند والے کی روح) کو ایک مقررہ مدت (موت) تک (کے لئے) چھوڑ دیتا ہے۔[3]

سینکڑوں احادیث میں موت سے لے کر قیامت تک کے معاملات کا بیان موجود ہے، جن میں سے چند اُمُور کا ذکر کرتا ہوں: 1 موت کے وقت فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں۔ 2 موت کے بعد اُسے مختلف مقامات پر لے جاتے ہیں۔ 3 مردہ، اپنے اہلِ خانہ کو جلد دَفنانے کے لئے کہتا ہے۔ 4 مردہ، اپنے دفنانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے۔ 5 قبر میں مردے سے مُنکَر نکیر یعنی دو فرشتے سوال کرتے ہیں 6 روح آسمانوں کی طرف جاتی ہے۔ 7 فرشتوں کو دیکھتی ہے، ان کی باتیں سنتی اور ان سے باتیں کرتی ہے۔ 8 جنتی روح کو اس کا جنتی ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ 9 میت اہلِ خانہ کی طرف سے صَدَقات کی منتظر رہتی ہے۔ 10 نیک روح کے لئے قبر منتہائے نظر تک وسیع کردی جاتی ہے۔ 11 میت کو زندوں کے اعمال سنائے جاتے ہیں، وہ نیکیوں پر خوش اور بُرائیوں پر غمگین ہوتی ہے۔ 12 روحیں آپس میں ملاقاتیں کرتی ہیں۔ 13 کئی نیک روحیں حضور سیدِ دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اولیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں۔ 14 کئی اَرْوَاح کو قبر میں نمازیں پڑھنے اور تلاوتِ قرآن کی سعادت ملتی ہے۔ 15 راہِ خدا میں شہید ہونے والے دوبارہ شہید ہونے کی آرزو کرتے ہیں۔ 16 بہت سے مسلمانوں کی روحیں سبز یا سفید پرندوں کے پیٹوں میں اور بہت سی سونے کی قندیلوں میں عرش کے نیچے بسیرا کرتی ہیں۔ 17 گناہگاروں کی روحیں کئی طرح کے عذاب میں مبتلا ہوتی ہیں۔ 18 کفار کی روحیں قیامت تک عذاب کا شکار رہتی اور سجّین میں قید رہتی ہیں۔ اس طرح کی حدیثیں تمام بڑی کتبِ احادیث میں موجود ہیں اور بطورِ خاص علامہ سُیوطی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر ”شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور“ اور علامہ قرطبی مالکی نے ”کتاب التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرۃ“ میں اس پر تفصیل سے روایات جمع کی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے علماء نے اس پر مُفَصَّل کتابیں لکھی ہیں۔

یہ سب اِسلامی روایات اور قرآن و حدیث کا خلاصہ ہے۔ کیا اِن عقائد و معلومات کی روشنی میں کہیں نظر آتا ہے کہ تناسخ، آواگون کے نظریے کی اسلام میں کہیں گنجائش ہے؟ ہر گز نہیں۔ اسلامی قطعی عقیدے کے مقابلے میں چند لوگوں کے دِماغی خَلَل کو بنیاد بنا کر ”آواگون“ کے نظریے کو درست سمجھنا اور کروڑوں مسلمانوں کو اس باطل نظریے کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنا نہایت تباہ کُن اور صریح اِسلام دشمنی کا اِقدام ہے، اگرچہ یہ بیان کرنے والا اپنی طرف سے کتنی ہی اچھی نیت کرے۔

مضمون کے شروع میں چند آیات ذکر کی ہیں جبکہ احادیث کا صرف خلاصہ ہی بیان کیا ہے۔ مؤمنوں کے ایمان کو مزید پختہ کرنے اور کفر و ضَلالت کے عقیدے سے بچانے کے لئے چند احادیث بھی نقل کر دیتا ہوں، تاکہ ہر مسلمان اُن احادیث کو پڑھ بھی لے کیونکہ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے ماہر نفسیات (حقیقتاً مریضِ نفسیات) اور ہمہ دانی (سب کچھ جاننے) کے تکبر میں مبتلا لوگوں کی کوئی بات یا من گھڑت تحقیق ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین کے مقابلے ایک ٹکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔

احادیث یہ ہیں: ایک تفصیلی حدیث میں سوالاتِ قبر اور میت کے جوابات کے بارے میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس کے ابتدائی مختصر الفاظ یہ ہیں: اُس (میت) کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اُسے اُٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اُس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب

کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: اللہ میرا رب ہے۔۔۔الی آخرہ۔[4]

ایک دفعہ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم ایک میت کی تدفین کرکے واپس لوٹنے لگے تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: إنّه الآن يسمع خفق نعالكم۔ ترجمہ: تمہارے واپس پلٹنے پر یہ میت اب تمہارے جوتوں کی آواز سنے گی۔[5]

چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہی روایت بخاری شریف میں بھی موجود ہے، چنانچہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: العبد إذا وضع في قبره، وتولى وذهب أصحابه حتى إنه ليسمع قرع نعالهم۔ ترجمہ: بندے کو جب قبر میں اتارا جاتا ہے اور اُس کی تدفین کو آنے والے ساتھی واپس جانے لگتے ہیں تو وہ میت اُن کے جوتوں کی چاپ تک کو بھی سن رہی ہوتی ہے۔[6]

غزوۂ بدر کے بعد فاتحانہ شان سے لوٹتے ہوئے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک گڑھے کے پاس آئے، اُس گڑھے میں قتل ہوئے کفار کی لاشوں کو ڈالا گیا تھا، وہاں آکر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک ایک کافر کا نام لے کر انہیں مخاطب کیا اور انہیں تنبیہ کی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُن مردوں سے گفتگو کرنے سے حضرت عمر رضی اللہُ عنہ متعجب ہوئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پوچھا: کیا آپ اُن جسموں سے بات کر رہے ہیں کہ جن میں روح ہی نہیں؟ تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواباً فرمایا: والذي نفس محمد بيده ما أنتم بأسمع لما أقول منهم۔ ترجمہ: اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں مجھ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جان ہے، تم میری بات کو اُن سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ یعنی وہ بھی تمہاری طرح ہی سنتے ہیں۔[7]

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مرنے کے بعد مومن اور کافر کی روح کے ساتھ ہونے والے معاملے کو بیان کیا (کہ آواگون نہیں ہوتا بلکہ معاملہ یوں ہوتا ہے): جب کسی مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر کہ جسے تو آباد رکھتی تھی رحمت نازل فرمائے، پھر اُس روح کو اللہ عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے، پھر اللہ فرماتا ہے کہ تم اسے اعلیٰ علیین میں لے چلو۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب کافر کی روح نکلتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے، پھر اُسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے سِجّین یعنی قید خانے کی طرف لے چلو۔[8]

ایک اور حدیث میں بہت واضح طور پر فرمایا کہ (آواگون ہرگز نہیں ہوتا بلکہ معاملہ یوں ہوتا ہے): إنما نسمة المؤمن طائر في شجر الجنة حتى يبعثه الله عزوجل إلى جسده يوم القيامة۔ مرنے کے بعد مومن کی روح جنت کے درختوں کی سیر کرتی رہتی ہے، حتی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے بدن میں باقاعدہ طور پر لوٹا دے گا۔[9]

اور بالخصوص شہداء کی روحوں کے بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے پوچھا، تو جواب ملا: أرواحهم في جوف طير خضر، لها قناديل معلقة بالعرش، تسرح من الجنة حيث شاءت، ثم تأوي إلى تلك القناديل۔ ترجمہ: شہیدوں کی روحیں سرسبز پرندوں کے جوف یعنی پیٹ میں ہوتی ہیں، اُن کے لئے ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی رہتی ہیں، پھر اُنہیں قندیلوں میں واپس آجاتی ہیں۔[10]

مذکورہ بالا دونوں حدیثیں اِس بات کی واضح دلیل ہیں کہ روحیں کسی دوسرے کے جسم میں منتقل نہیں ہوتیں، بلکہ شہداء کی ارواح پرندوں کے پیٹ میں اور عام مومنوں کی جنت کے درختوں میں سیر کرتی رہتی ہیں، لہٰذا تناسخ یا روحوں کا دوسرے اجسام میں منتقل ہونے والا عقیدہ اسلامی نقطۂ نظر سے باطل اور بے اصل ہے۔

اب رہی یہ بات کہ بعض لوگوں کو جو اِس طرح محسوس ہوتا ہے کہ ہم پہلے بھی فلاں جگہ جاچکے ہیں، جبکہ وہ وہاں نہیں گئے ہوتے اور اِسی طرح کسی سے ملنے پر لگتا ہے کہ اِس سے پہلے بھی ملے ہیں حالانکہ نہیں ملے ہوتے یا کسی کا باقاعدہ نام، جگہ، حالاتِ زندگی تک معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ یہ جاننے والا شخص ایسے کسی بھی تجربے سے نہیں گزرا ہوتا، تو اُسے کس طرح یہ سب باتیں معلوم ہوجاتی ہیں۔ اس کا جواب اگلی قسط میں، اِنْ شَآءَ اللہ۔

---

(1) پ18، المؤمنون: 99، 100 (2) پ24، المؤمن: 45، 46 (3) پ24، الزمر: 42 (4) ابوداؤد، 4/316، حدیث: 4753 (5) معجم اوسط، 3/292، حدیث: 4629 (6) بخاری، 1/450، حدیث: 1338 (7) بخاری، 3/11، حدیث: 3976 (8) مسلم، ص1176، حدیث: 7221 (9) نسائی، ص348، حدیث: 2070 (10) مسلم، ص807، حدیث: 4885۔